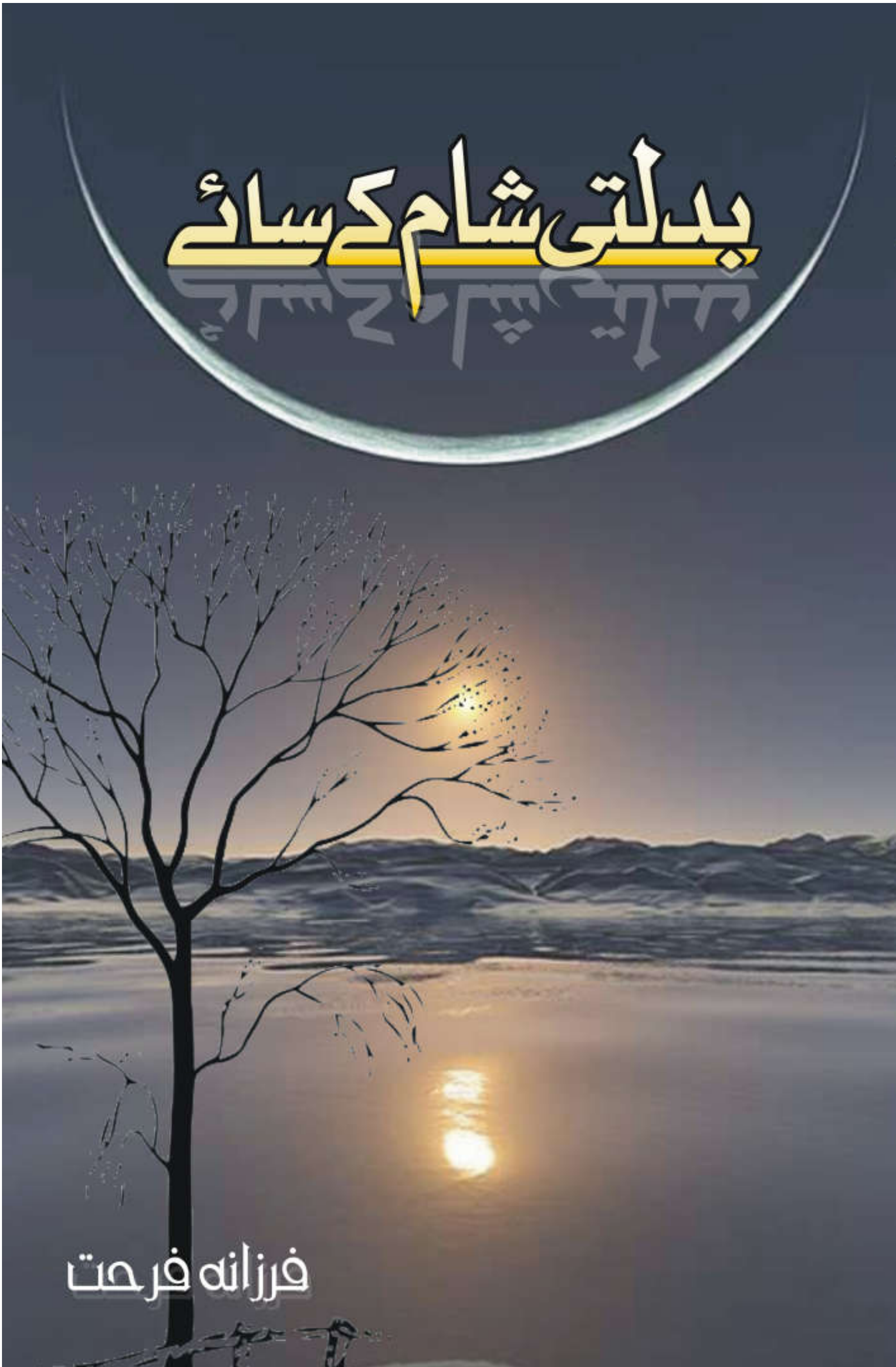
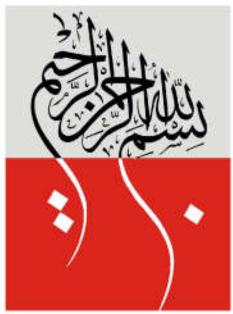

بدلتی شام کے سائے
فرزانہ فرحت



بدلتی شام کے سائے

فرزانہ فرحت

اس کی بخشش سے ہنر مجھ کو ملا ہے فرحت
میرے الفاظ کو اللہ نے دانائی دی

شعری مجموعہ ''شام کے بعد'' کا اضافہ شدہ ایڈیشن

بدلتی شام کے سائے

فرزانہ فرحت

اُردو سخن پاکستان

آرٹ لینڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون:0302-7844094

اسٹاکسٹ: فائن پبلی کیشنز، آفس 16،II۔سیکنڈ فلور ڈیوس ہائٹس، ڈیوس روڈ لاہور

○ کتاب ـــــــ بدلتی شام کے سائے

○ شاعرہ ـــــــ فرزانہ فرحت

○ سکونت ـــــــ لندن۔ انگلینڈ

○ تعداد ـــــــ 1000

○ سن اشاعت ـــــــ بارِاوّل 2010ء

ـــــــ بارِدوم 2016ء

ـــــــ بارِسوم 2020ء

○ اعزازیہ: ـــــــ 300 روپے، 10 پونڈ، 10 یورو

ـــــــ 75 کراؤن، 10 ڈالر 15 سعودی ریال

ISBN # 978-969-7578-11-5

اردو سخن

www.urdusukhan.com

urdusukhan@urdusukhan.com

Under the Organization of:

Sharif Academy

Germany

اِنتساب

پیارے بھائی ڈاکٹر شمس الحق طیّب شہید
(آرتھوپیڈک سرجن) فیصل آباد، پاکستان
کے نام!

یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
جاتے ہوئے چراغ بجھا کر نہیں گیا

(شہزاد احمد)

یہ کیا احساس ہے فرحت جسے ہم پیار کہتے ہیں

دلوں میں قید رہتا ہے مگر آزاد رہتا ہے

حسنِ ترتیب

میری شاعری کا حیران کن سفر

زندگی میں اس طرح سے معجزے ہوتے رہے
خود بخود آسان میرے راستے ہوتے رہے

میرے والد ڈاکٹر فضل حق (مرحوم) نیک دل، شفیق اور سادہ لوح انسان تھے۔ ہم سات بہنیں اور تین بھائی تھے۔ میں بہنوں میں سب سے چھوٹی ہوں۔ سب بھائی بہنوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ میں نے اسی ماحول میں آنکھ کھولی۔ چھوٹی بہن ہونے کے ناطے میں لاڈلی تھی۔ میں نے اپنے بہن بھائیوں اور والدین کو ہمیشہ محنت کرتے دیکھا۔ والد اور والدہ کو کتابوں سے زندگی بھر لگاؤ رہا۔

مجھے بچپن سے ہی پڑھائی کا بے حد شوق تھا۔ میں نے ہمیشہ نمایاں کامیابی حاصل کی۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ میں کالج کی بہترین مقررہ تھی۔ بچپن ہی سے قرأت سیکھی۔ زمانۂ طالبعلمی میں سکول اور کالج میں منعقد ہونے والے علمی اور ادبی پروگراموں جن میں مقابلۂ حُسنِ قرأت، مباحثہ اور مقابلہ نظم شامل ہے، باقاعدگی سے حصہ لیا۔ بین الکلیاتی مقابلہ جات میں بھی اپنے کالج کی طرف سے نمائندگی کر کے انعامات اور ٹرافیاں حاصل کیں۔ علاوہ ازیں کالج میں منعقد ہونے والے ثقافتی پروگراموں میں بھی حصہ لیا۔ سیکنڈری سکول میں وظیفے کا امتحان پاس کیا اور وظیفہ بھی حاصل کیا۔ سکول اور کالج میں سائنس اور خاص طور پر ریاضی پڑھی۔ بعد ازاں .

B.Ed،B.Sc کیا۔ کچھ عرصے تک ایک انگلش میڈیم سکول میں پڑھایا اور اسی دوران میری شادی ہوگئی۔ گھریلو زندگی میں پڑنے کے سبب کچھ اور نہ کر سکی۔ خدا تعالیٰ نے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا جو زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے۔

مجھے زندگی میں مختلف علوم سیکھنے کا ہمیشہ سے شوق تھا۔ جب لندن آئی تو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ میں نے یہاں ریاضی، ٹیچر ٹریننگ اور نفسیات جیسے علوم حاصل کیے۔ ایک سکول میں کام ملا لیکن میں کچھ اور کرنا چاہتی تھی۔ بچپن ہی سے ڈاکٹر بننے کا شوق تھا جو پورا نہ ہو سکا۔ یہی خوابیدہ جذبہ مجھے بیوٹی تھراپی کی طرف کھینچ لایا۔ تین سال تک ہیومن اناٹمی، فزیالوجی، پروڈکٹ نالج اور ہر طرح کی الیکٹرک ٹریٹمنٹس سیکھنے کے بعد پروفیشنل تھراپسٹ کی حیثیت سے کام کرنے لگی۔ مجھے لوگوں کے ہر طرح کے مسائل سن کر اور ان کا علاج کر کے بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے۔

جنوری 2000ء میں اچانک میرے چہیتے بھائی ڈاکٹر شمس الحق طیب آرتھو پیڈک سرجن فیصل آباد کو مریض دیکھنے کے بہانے بلا کر گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اپنے نوجوان بھائی جس کو میں بے انتہا چاہتی تھی، کی شہادت کے غم نے میری روح تک کو زخمی کر دیا اور میری زندگی کا رخ بدل دیا۔ میں پاکستان تو نہ جا سکی لیکن ایک یقین اور بے یقینی کی کیفیت سے بہت عرصے تک باہر نہ نکل سکی۔ بہرحال ہمارے والدین نے ہمیشہ خدا کی رضا میں راضی رہنے کا جو سبق دیا تھا، وہ کام آیا۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ پھر خدا نے بے انتہا فضل فرمایا۔ جب میں بے انتہا پریشان ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے حوصلہ ملتا۔ کچھ عرصہ بعد یہ ہونے لگا کہ میری زندگی میں جتنی بھی مشکلات آئیں، خدا تعالیٰ میری رہنمائی فرماتا رہا اور مجھے محسوس ہوتا رہا کہ وہ ہر وقت

میرے ساتھ ہے۔

تقریباً پانچ چھ سال پہلے مجھے ایک بزرگ ہستی سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بے حد خوبصورت اور مسرور چہرے کے مالک تھے۔ میری طرف غور سے دیکھا اور فرمایا کہ آپ لکھتی ہیں۔ میں نے ان دنوں اپنے بھائی کے بارے میں ایک مضمون اخبار کے لیے لکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید انہوں نے وہ تحریر پڑھ کر مجھ سے پوچھا ہے۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ بہت اچھی رائٹر ہیں، برابر لکھتی رہا کریں۔ اپنی کم مائیگی پر میں بے حد شرمندہ ہوئی کہ میں اپنے آپ کو رائٹرز میں کیسے شمار کرسکتی ہوں۔

بہرحال زندگی میں جب بھی کچھ مشکلات پیش آئیں، خدا تعالیٰ سے مدد مانگتی رہی۔ اکثر سچے خواب آتے جن میں میری مشکلات کے حل کا اشارہ مل جاتا۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی رہی کہ کاش ایسا ہو کہ کوئی انسانی شکل میں بھی آ کر میری راہنمائی کرے۔ انہی دنوں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تقریباً سحری کے وقت ایسا ہوا کہ میرے کمرے کی کھڑکی سے تیز روشنی کا ایک نقطہ نظر آیا اور میرے ماتھے پر لگ گیا۔ یہ بہت ہی عجیب واقعہ تھا جو میں نے ایک بزرگ خاتون کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ تم بہت خوش قسمت ہو۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہمیشہ شاملِ حال رہے گا اور اللہ تعالیٰ سے قربت کا احساس ہوتا رہے گا۔ پھر زندگی میں خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش اس عاجز پر برسنے لگی۔ زندگی کی ناکامیوں اور پریشانیوں میں جب بھی اس سے مدد مانگتی ہمیشہ خواب میں رہنمائی مل جاتی۔

ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بلند عمارت ہے، کئی سو منزلہ، جس کی سب سے اونچی منزل کی عمارت کی کھڑکی میں کھڑی ہوں اور کھڑکی کے سامنے کا منظر اتنا خوبصورت ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس

خوبصورت وادی میں جاؤں لیکن ادھر جانے کے لیے مجھے بلندی سے چھلانگ لگانی پڑے گی۔ میں کھڑکی سے باہر ایک شیڈ پر پاؤں رکھتی ہوں تو میرے قدم ڈگمگانے لگتے ہیں۔ شیڈ کمزور ہے اور میں خوف سے کانپنے لگتی ہوں۔ اچانک آسمان سے ایک سیڑھی آتی ہے اور میرے پاس آ کر رک جاتی ہے۔ جونہی میں اس سیڑھی پر قدم رکھتی ہوں، میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس کے بعد میرے دل میں شدید خواہش رہی کہ کاش کوئی انسان مجھے ملے جو میری رہنمائی کرے۔

پھر ایک عجیب واقعہ رونما ہوگیا۔ میں اپنی جاب پر فارغ بیٹھی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ اسی وقت ایک انگریز عورت آئی اور مجھ سے پوچھنے لگی کہ مجھے تم سے اپائنٹمنٹ چاہیے۔ میں نے کہا کہ اس وقت میں فارغ ہوں، میں تمھیں ٹائم دے سکتی ہوں۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ میرے کمرے میں آ گئی۔ مجھے غور سے دیکھا اور کہنے لگی کہ خدا نے مجھے تمہارے لیے بھیجا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں۔ میں تمہارے ماضی، حال اور مستقبل کا حال بتا سکتی ہوں۔ حیرت انگیز طور پر اس نے میرے بچپن کی ہر بات مجھے بتائی۔ یہاں تک بتا دیا کہ بچپن میں تمہاری نانی تمہارے گھر میں رہتی تھی۔ اُس نے میری نانی کا رنگ، شکل اور حلیہ سب کچھ ہو بہو ویسا ہی بتایا، جیسا کہ ان کا تھا۔ میرے حالات کے بارے میں ہر بات سچ بتائی اور پھر میرے مستقبل میں آنے والے واقعات کے بارے میں مجھ سے کہا کہ تم بہت خوش نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم تمہارے ساتھ شاملِ حال رہے گا۔ تمہارے سارے دکھ اب ختم ہو جائیں گے۔ تمہاری ایسی زندگی شروع ہو گی جیسے ایک بچہ دنیا میں جنم لیتا ہے اور جلد ہی تم کو ایسی کامیابی ملے گی کہ زمین سے آسمان تک پہنچ جاؤ گی۔

اس وقت میری کیفیت ایسی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک شخص تمہاری زندگی میں آ کر تمہاری مدد کرے گا اور پھر ان چار سالوں کے دوران

وہ واقعات ہو بہو اسی طرح وقوع پذیر ہونے لگے۔ ہر مرتبہ خدا کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھا۔

مختصر یہ کہ ہر بات جو اس نے بتائی تھی ان تین سالوں میں سامنے آئی۔ پھر یہ ہوا کہ ایک مرتبہ بس میں میری سہیلی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مجھے کہنے لگی کہ ایک دو روز بعد خواتین کا ایک مشاعرہ منعقد ہو رہا ہے، اگر تم بھی حصہ لینا چاہو تو شامل ہو سکتی ہو۔ میں نے شرکت کا وعدہ کر لیا۔ میں گھر پہنچی تو میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ میں اپنے بھائی کے لیے کوئی نظم لکھوں۔ اس وقت تک میں نے شعر لکھنے کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا۔ بہرحال ایک شدید جذبے نے مجھے ساری رات سونے نہیں دیا اور میں بار بار اٹھ کر کھڑکی سے آنے والی تھوڑی سی روشنی میں کچھ لکھ لیتی۔ تاہم ساری رات بے چین رہی۔ جب صبح اٹھ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ میں نے پوری نظم بھائی کے لیے لکھ لی تھی۔ میں نے اپنی ایک بچپن کی سہیلی کو فون کیا اور فون پر نظم پڑھ کر سنائی۔ وہ خود بھی شاعرہ ہے۔اس نے میری حوصلہ افزائی کی اور کہا کہ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ یہ تمہاری پہلی نظم ہے، تم یہ مشاعرے میں ضرور پڑھنا۔

اس طرح اپنی زندگی کی پہلی نظم میں نے 10 دسمبر 2007ء کو خواتین کی ایک نشست میں پڑھی۔ میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی جس سے میں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کرنے لگی اور سمجھا کہ میں نے کوئی بہت ہی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔اسی جذباتی کیفیت میں وہ نظم میں نے ایک اخبار میں چھپنے کے لیے بھیج دی۔ کچھ روز بعد جب وہ نہیں چھپی تو اخبار کے دفتر میں فون کیا۔اخبار کے عملہ کے ایک شخص سے بات ہوئی جو اتفاق سے شاعر بھی تھے۔انہوں نے میرے جذبے کی تعریف کی لیکن میری نظم کی خامیوں کے بارے میں مجھے بتایا۔شاعری کی باریکیوں کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا۔

اس سے میں بے انتہا دکھی ہوئی اور سوچا کہ یا اللہ! میں لکھنا چاہتی ہوں، لیکن شاید یہ میرے بس کی بات نہیں۔ دل میں ایک کسک سی محسوس کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوئی تو ایک خیال ذہن میں آیا اور ایک نظم بن گئی جو میں نے لکھ لی۔ جو اس طرح ہے:

آخری امتحان

مشکلوں کا کوئی جہاں ہے
یہ زندگی ایک امتحاں ہے
اب اس کٹھن رہ گزار پر تم
سراب کے سبزہ زار پر تم
جو چل پڑی ہو تو چلتی جاؤ
مانند شمع جلتی جاؤ
تو منزلیں بھی تمہاری ہو گی
یہ محفلیں بھی تمہاری ہو گی
یقیں کی دولت سنبھال رکھو
نہ دل میں کچھ احتمال رکھو
خدا تمہارے ہی ساتھ ہے اب
کہ ختم ہونے کو رات ہے اب
تمہیں ملے گی ضرور فرحتؔ
تمہیں ملے گی ضرور راحت

یہ نظم اُسی وقت پوری لکھ لینے کے بعد میں نے نماز شروع کر دی۔ نماز پڑھ کر جب میں نے اس نظم کو پڑھا تو میں نے خود میں ایک نئی طاقت محسوس کی اور سوچا کہ یہ خدا کی

طرف سے پیغام ہے کہ میں ہمت نہ ہاروں۔

دوسرے روز جب یہ نظم انہی شاعر کو فون پر سنائی تو وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ نظم تو آپ نے بالکل ٹھیک لکھی ہے۔ اس میں کوئی بھی فنی غلطی نہیں ہے۔

اس کے بعد میرے خیالات اشعار میں ڈھلنے لگے اور میں لکھتی چلی گئی۔ بعض اوقات ایک دن میں چار نظمیں بھی لکھیں۔ بعض اوقات میں جاب پر بہت زیادہ مصروف ہوتی، اچانک خیال آتا اور میں نظم لکھ لیتی۔ ایسے وقت میں مجھے بے انتہا خوشی ہوتی اور میں اپنے اندر ایک توانائی محسوس کرنے لگتی۔

اس طرح ڈیڑھ سال کے عرصے میں میں نے کئی سو نظمیں اور غزلیں لکھیں۔ اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان میں بھی نظمیں لکھیں۔ چند نظمیں کچھ رسالوں میں چھپنے کے لیے بھیجیں جو شائع ہو گئیں۔ اس کے علاوہ ''قسمت ریڈیو'' میں مختلف پروگرامز میں حصہ لیا۔ خاص طور پر انیسہ ناصر صاحبہ نے میری بے حد حوصلہ افزائی کی۔ ساتھی لدھیانوی اور گلشن ٹھینگرا صاحب کے پنجابی پروگرام میں بھی میں نے متعدد پنجابی نظمیں پڑھیں۔

میرا شاعری کا سفر جاری تھا لیکن ابھی تک میں نے کسی شاعر سے اصلاح نہیں لی تھی۔ اکثر سوچتی تھی کہ یہ سفر مجھے کس طرف لے کر جائے گا مگر میں اس کو خدا تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا۔ میں ہر جمعے کو وینس ٹی وی کا مشاعرہ بے حد شوق سے دیکھتی تھی۔ ایک مرتبہ مشاعرے کے منتظم فیضان عارف صاحب نے اعلان کیا کہ اگر ناظرین میں کوئی شاعری کرتا ہے تو ہمیں شاعری بھیجے، اگر شاعری ہمارے معیار پر پوری اتری تو ہم اس شاعر کو مشاعرے میں شرکت کی دعوت دیں گے۔ مجھے چونکہ یہ پروگرام بہت پسند تھا، اس لیے میں نے قسمت آزمائی کا ارادہ کیا اور اپنا کچھ کلام ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

دوسرے دن ہی فیضان صاحب نے اس مشاعرے میں شرکت کی دعوت دے دی۔ میں حیران بھی ہوئی کہ جس پروگرام کا میں ہفتہ بھر انتظار کرتی تھی، اب میں خود اس میں شریک ہورہی تھی۔ اس پر مجھے بہت تعجب تھا۔

میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ اس طرح کے لائیو ٹی وی مشاعرہ میں شرکت کی تھی۔ وہاں میں نے اپنی ایک نظم اور ایک غزل پیش کی جس کی کوئی اصلاح نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا شکر ہے اس پر خاصی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اس مشاعرے میں شرکت میری زندگی کا یادگار دن اور میری شاعری کے سفر کا ایک نیا اور انوکھا موڑ تھا کہ اتنے کم عرصے میں صرف اپنی کوشش سے جو کچھ لکھا اس کی وجہ سے یہ مقام عطا ہوا جو میرے لیے ایک خواب سے کم نہیں تھا۔

وینس ٹی وی کے مشاعرے میں میری ملاقات انگلستان کے ایک نامور بزرگ شاعر کے ساتھ ہوئی جو ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین انسان بھی ہیں۔ انہوں نے میری صلاحیت دیکھ کر رہنمائی کی پیشکش کی۔ میرا خیال ہے کہ ایک فرشتہ خدا تعالیٰ نے میری رہنمائی کے لیے بھیج دیا ہے۔ اُسی فرشتہ صفت انسان کی رہنمائی کا پھل اس کتاب ''بدلتی شام کے سائے'' کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری یہ حقیر سی کوشش آپ کو مسرت کا ایک لمحہ ضرور عطا کرے۔ (آمین)

آپ کی دعاؤں کی محتاج

فرزانہ فرحت

(لندن)

حساس دل شاعرہ

تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ فرزانہ فرحت نے کچھ لکھنے کے لیے قلم تھاما اور سب سے پہلی نظم اپنے شہید بھائی کے لیے لکھی اور غالباً سب سے پہلے مجھے ہی فون پر پڑھ کر سنائی اور مشورہ مانگا کہ کیا مجھے اس نظم کو ایک خواتین کے مشاعرے میں جو عنقریب منعقد ہونے والا تھا پڑھ لوں؟ مجھے نظم بہت پسند آئی کیونکہ وہ ایک غمزدہ دل کی ترجمانی کرتی ہوئی دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز تھی۔ میں نے ضرور پڑھ لینے کا مشورہ دیا بلکہ مشاعرہ میں اس نظم کو سنا بھی۔ اُس دن کے ساتھ ہی فرزانہ کی شاعری کا آغاز ہوا اور انہوں نے تقریباً روزانہ ہی فون پر مجھے اپنے اشعار سنانے شروع کیے اور میں نے محسوس کیا کہ ہر آنے والے دن کے ساتھ ان کی تخلیق کے چراغ روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں اور یقیناً ایک دن اردو ادب میں یہ ایک خوشگوار اضافے کا موجب ہوں گے۔ بلکہ اب میں وثوق سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ مستقبل میں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔ ان کی بعض غزلوں نے تو مجھے چونکا دیا ہے۔ ان کے فکرِ تازہ کی خوشبو سے دل و جان معطر ہوتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

یہ ایک حساس دل شاعرہ کے روپ میں ابھر رہی ہیں اور جب ان کا مجموعہ کلام منظرِ عام پر آئیگا تو اس کی پذیرائی یقیناً اردو ادب کی روایت کے مطابق ہوگی اور ان

کی بعض غزلیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مقبولیت کی بلندیوں کو چھو کر رہیں گی کیونکہ غزل ہی مجھے ان کی صحیح نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔ ان کی فکر میں ایک ندرت ہے اور ان کے اشعار حسّاس دل کی علامت ہیں۔

خدا کرے یہ حساس دل ایسے ہی دھڑکتا رہے اور ان کا کلام اردو ادب میں خوشگوار اضافے کا موجب ہو۔ شعر و ادب میرا بھی محبوب مشغلہ ہے۔ میں ان کے اشعار سن کر بہت لطف اٹھاتی ہوں بلکہ ٹیلی فون پر ہماری گفتگو کا محور شعروں کی بارات کا ایک سلسلہ ہے جو بعض اوقات وقت کی کمی کی وجہ سے توڑنا پڑتا ہے۔

دعا ہے:

ایک جلتے دیے کی لو کی طرح
روشنی بن کے یہ بکھرتی رہیں

طیبہ شہناز کریم

(لندن)

5 جولائی 2009

بنی تھی جو کبھی دل پر وہی تصویر رہنے دو
اُسی کی یاد میں مجھ کو یونہی دلگیر رہنے دو

بھٹکتا چھوڑ دو مجھ کو کسی چاہت کے صحرا میں
مجھے خوابوں کی دنیا میں کسی کی ہیر رہنے دو

مسیحائی کی حاجت ہے نہ مرہم کی ضرورت ہے
مرے زخموں کو رسنے دو ، جگر میں تیر رہنے دو

مری راتوں کی محفل تو سدا آباد رہتی ہے
مرے ہمراہ اپنے پیار کی زنجیر رہنے دو

وفاؤں کے مکاں میں اک مکیں بن کر رہے کوئی
مرے دل میں کوئی جذبوں کا گھر تعمیر رہنے دو

صبا پھونکے مری ہستی میں جادو کوئی لفظوں کا
محبت کی مرے لہجے میں کچھ تاثیر رہنے دو

مرے سپنے میں فرحتؔ کوئی میرے ساتھ رہتا ہے
یہ میرا خواب ہے اس کی یہی تعبیر رہنے دو

اداسی سے نجانے کیوں یہ گھر آباد رہتا ہے
مرا دل شہر کی رونق میں بھی ناشاد رہتا ہے

دکھوں کا ایک عالم ہے جو ہٹتا ہی نہیں دل سے
بھری برسات کا موسم بھی یوں برباد رہتا ہے

خوشی کے چند لمحے جھٹ اداسی میں بدلتے ہیں
مگر غم ہو تو مدت تک خوشی کے بعد رہتا ہے

مرے جذبات کیوں نوکِ زباں پر قید رہتے ہیں
مرے اندر کہیں شاید کوئی صیاد رہتا ہے

مجھے معلوم ہے سچ بات پر یہ سر قلم ہو گا
وطن کے ہر گلی کوچے میں اک جلاد رہتا ہے

یہ کیا احساس ہے فرحتؔ جسے ہم پیار کہتے ہیں
دلوں میں قید رہتا ہے مگر آزاد رہتا ہے

جب لڑکی پر سرِ بازار کوڑے برسائے گئے

تمہارے سامنے میں گڑگڑائی ہاتھ بھی جوڑے
سرِ بازار جب مجھ پر تھے برسائے گئے کوڑے
زمانے بھر کے میری ذات پر تم نے ستم توڑے
سرِ بازار میرا اِک تماشہ دیکھنے والو
مری آنکھوں میں اشکوں کا یہ دریا دیکھنے والو
مرا زخمی بدن، زخمی یہ چہرہ دیکھنے والو
یہ عزت روندنے والو
بدن تک چھیدنے والو
خدا کے قہر سے تم لوگ بھی اب بچ نہ پاؤ گے

کسی کمزور لڑکی پر

بہن پر اور بیٹی پر

جو اِن کوڑوں کی بارش ہے

سراسر ایک سازش ہے

خدا بننے کی کاوش ہے

تمہاری آزمائش ہے

وہاں کے سارے مردوں نے

مری چیخوں سے آہوں سے

مری ساری کراہوں سے

یہ کیسا لطف پایا ہے

خدا کو آزمایا ہے

نیا مذہب بنایا ہے

مرے زخموں کی شدّت سے

مرے اشکوں کی حدّت سے

فلک تھرا گیا ہوگا

خدا شرما گیا ہوگا

کھلی ہوئی ہے دکھوں کی کتاب مدت سے
پڑھے نہیں ہیں مسرت کے باب مدت سے

پلا دے مجھ کو بھی ساقی شراب آنکھوں سے
ملی نہیں ہے مجھے یہ شراب مدت سے

بہار آئے تو کیسے کہ میرے دل سے ابھی
ہٹا نہیں ہے خزاں کا نقاب مدت سے

تمہارے میرے تعلق میں یہ تکلف ہے
ہوا نہ دور ہمارا حجاب مدت سے

حساب سارے گناہوں کا لکھ کے رکھا ہے
میں اپنا کرتی ہوں خود احتساب مدت سے

یہ سانحہ ہے کہ دل کی اداس مٹی میں
کِھلا نہیں ہے کوئی بھی گلاب مدت سے

کسی کو خواب میں دل کے قریب دیکھا ہے
وہی تو یاد ہے فرحتؔ کو خواب مدت سے

تکلیف میں دل میرا گرفتار بہت ہے
پہلے تو ذرا جیت تھی اب ہار بہت ہے

مانگوں بھی تو کیا مانگوں میں خود اپنی زباں سے
مجھ کو تری الفت مرے دلدار بہت ہے

ہے کاٹ رہا مجھ کو یہ تنہائی کا خنجر
سوچوں کی بھی اس ذہن میں یلغار بہت ہے

چارہ کرو کوئی تو دوا دو بھی مسیحا
میں ایسی مسافر ہوں جو بیمار بہت ہے

بجھتی ہوئی شمع ہوں کوئی آ کے دعا دو
ہستی مری مٹ جانے کو تیار بہت ہے

کشتی کو مری دے دو دعاؤں کا سہارا
دنیا کے سمندر میں تو منجدھار بہت ہے

تنہائی کے جنگل نے عجب جال بُنا ہے
کیوں میرے خیالات میں تکرار بہت ہے

تحریر کو فرحتؔ کی مٹا دیتے ہیں آنسو
اشکوں سے طبیعت بھی یہ بیزار بہت ہے

سفر میں آبلہ پائی رہی تھی
دکھوں سے بھی شناسائی رہی تھی

یہ سچ ہے بے وفا وہ بھی نہیں تھا
نہ میں چاہت میں ہرجائی رہی تھی

بچھڑ جانے کا موسم بھی عجب تھا
گھٹا سی اک سدا چھائی رہی تھی

اکیلی میں رہی تھی رونقوں میں
مرے اندر بھی تنہائی رہی تھی

اُسے بھی آزمایا تھا دکھوں نے
غموں سے میں بھی گھبرائی رہی تھی

نہ مجھ کو راس آئی کوئی فرحتؔ
خوشی کیوں میری گہنائی رہی تھی

بنت حوا ہوں میں یہ مرا جرم ہے

مرے دنیا میں آنے سے ہے اتنی سوگواری کیوں؟
بتا اے مرد! پیدائش پہ میری شرمساری کیوں؟

تمہیں ذلت کا خطرہ ہے تمہیں عزت بچانی ہے
تمہاری لاج رکھنے کو مرا ہی جسم کاری کیوں؟

خطا تم سے ہوئی ہے تم ہوئے مشہور ہرجائی
مجھے زخموں کا تحفہ کیوں؟ مری گردن پہ آری کیوں؟

یہ مانا شمعِ محفل ہوں تمھی ہو میرے پروانے
تمہارے واسطے خوشیاں مجھی پر رات بھاری کیوں؟

اجالا بھی تمہارا اور سب صبحیں تمہاری ہیں
مری دنیا میں ہر لمحہ اندھیری رات طاری کیوں؟

حکومت سب تمہاری اور یہ لذت تمہاری ہے
تمھی حاکم ہو دنیا کے، میں اک باندی تمہاری کیوں؟

مری ہی گود میں پل کر جواں ہوتے ہو تم مردو
مجھی سے دشمنی پھر کیوں؟ مجھی پر وار کاری کیوں؟

میں اس تاریک دنیا میں اجالا بن کے آئی ہوں
مجھی پر غم کے بادل کس لیے اور اشکباری کیوں؟

اگر جینے کا حق مجھ کو تمہارے ہی برابر ہے
تو پھر میں زندگی کے کھیل میں ہر بار ہاری کیوں؟

میں فرحتؔ ہوں مجھی سے ہر طرف خوشیاں برستی ہیں
مری قسمت میں پھر یہ زندگی بھر آہ و زاری کیوں؟

گئے موسم کی باتیں کر رہے ہیں
نئی رُت میں بھی کچھ کچھ ڈر رہے ہیں

نجانے کس لئے ان بستیوں میں
عجب سے خوف کے منظر رہے ہیں

اگرچہ ہم بہت ہنستے رہے ہیں
ہزاروں درد بھی اندر رہے ہیں

تری چاہت کو پانے کے لیے ہم
صنم کب سے ریاضت کر رہے ہیں

ہیں سب کی آنکھ میں دولت کے سپنے
مگر غربت کے ہاتھوں مر رہے ہیں

لہو کے داغ کتنے ہیں زمیں پر
یہاں لگتا ہے کچھ لشکر رہے ہیں

رہے ہیں تیرے بن جانم اگر ہم
بہت غمگین سے ہو کر رہے ہیں

اب آنسو تو نہیں آنکھوں میں شاید
مگر ہم دھیرے دھیرے مَر رہے ہیں

اگر نزدیک آئے ہیں تو کیا ہے
بہت ہم دور بھی ہو کر رہے ہیں

سہے ہیں رنج میں نے زندگی بھر
میرے سپنے مگر سندر رہے ہیں

مرے دل کے یہ سارے خار فرحتؔ
لہو آنکھوں میں میری بھر رہے ہیں

نجومی

مرے ماتھے کو پڑھ کر بھی نجومی کیا بتائے گا
مجھے معلوم ہے ماتھے کی یہ تحریر کیسی ہے
میرے ماتھے پہ لکھی ہیں سبھی محرومیاں میری
خوشی سے دوریاں میری سبھی مجبوریاں میری
یہ پیشانی مری جو سامنے تیرے چمکتی ہے
بتاؤں کیا کہ پیچھے اس کے کیسی آگ جلتی ہے
کوئی شمع پگھلتی ہے وہ جس دم رات ڈھلتی ہے
کہاں پر وہ اجالا ہے
سبھی جانب اندھیرا ہے

کسی کی میں نہیں اب تک
نہ اب تک کوئی میرا ہے
مرے ماتھے کو پڑھ کر تو مقدر کیا بنائے گا
مرے دکھ کیا مٹائے گا
تو کیسی راہ دکھائے گا
خوشی کا کیا نشاں دے گا
زمیں پر آسماں دے گا
مری قسمت کے تاروں کو
مرے ماتھے پہ رکھے گا
مری قسمت بنا دے گا
مقدر کو سجا دے گا
اگر ممکن ہوا اے جوگی!
مرے سب خواب لوٹا دے
مرے ماضی مرے جیون کے سارے باب لوٹا دے
کوئی امید ہی دے دے
کسی کی دید ہی دے دے

کچھ محبت ہی دکھا جاؤ مجھے خط لکھو
میری تقدیر بنا جاؤ مجھے خط لکھو

خط تمہارا جو میں چھو لوں تو قرار آ جائے
بے کلی میری مٹا جاؤ مجھے خط لکھو

ہیرے موتی سے بھی بڑھ کر ہیں تمہارے الفاظ
ان کو کاغذ پہ سجا جاؤ مجھے خط لکھو

میرے اشعار میں کچھ رنگ بھی آ جائے گا
مرے جذبوں کو جگا جاؤ مجھے خط لکھو

دل سے نکلے ہوئے لفظوں میں صدا ہوتی ہے
حالِ دل اپنا سنا جاؤ مجھے خط لکھو

دل کی دنیا میں اندھیروں کا ہے ڈیرا کب سے
اس میں اک شمع جلا جاؤ مجھے خط لکھو

خود سے ملنے کو بھی بیتاب ہوں میں مدت سے
مجھ کو فرحتؔ سے ملا جاؤ مجھے خط لکھو

سلگتی یہ زمیں اپنی پگھلتا آسماں کیوں ہے
دکھوں کی آگ میں جلتا ہوا سارا جہاں کیوں ہے

مرے شہروں کی گلیوں میں یہ کیوں ہے خون کی ہولی
مری بستی میں اک مدت سے یہ آہ و فغاں کیوں ہے

وطن کی سرزمیں پر ظلمتوں کا رقص ہے جاری
مرے لوگوں کی آنکھوں میں اداسی کا دھواں کیوں ہے

سکوں کی نیند بھی بچے ہمارے کیوں نہیں سوتے
یہ ان کے پھول سے چہروں پہ وحشت کا سماں کیوں ہے

یہ کیوں خوشیاں ہماری ہر گھڑی نیلام ہوتی ہیں
ہمارے ہی چمن میں ایک مدت سے خزاں کیوں ہے

دیا جاتا رہا ہے آدمی کو درس الفت کا
تو فرحتؔ اس کی پیشانی پہ نفرت کا نشاں کیوں ہے

چُھپ جائے تو اچھا ہے چھپایا نہیں جاتا
جو داغِ محبت ہے دکھایا نہیں جاتا

اُگتے ہوں اگر خار کسی دل کی زمیں پر
اُس دل کو گلابوں سے سجایا نہیں جاتا

جذبات ہی لکھ دیتے ہیں کچھ دل کی زمیں پر
افسانہ محبت کا سنایا نہیں جاتا

دل دل کو سناتا ہے جو چاہت کی زباں سے
وہ گیت کسی ساز پہ گایا نہیں جاتا

فرحتؔ کی یہ ہمت کہ جلا رکھا ہے اُس نے
طوفان میں جو دیپ جلایا نہیں جاتا

بادباں ہے نہ کشتی میں پتوار ہے
اور طوفان آنے کو تیار ہے

آؤ دے دو سہارا دعا دو کوئی
یہ سفر ہے کٹھن راہ دشوار ہے

تم جو چاہو تو پھولوں میں گندھ جائے گا
میری گردن میں کانٹوں کا جو ہار ہے

اب دوا کوئی تو غیب سے بھیج دے
تیری عاشق ہے یہ تیری بیمار ہے

زندگی میں ذرا سی تو فرحتؔ ملے
بے مزہ زندگی ہو تو بیکار ہے

کہاں شروع تھا کہاں ختم یہ سفر ہو گا
کسی کے دل میں کبھی میرا کوئی گھر ہو گا

نکل پڑی ہوں بہت تیز دھوپ میں لیکن
یہ آسرا ہے کہیں سایۂ شجر ہو گا

اکیلے پن کے سفر سے تو ڈر رہی ہوں مگر
کبھی تو کوئی کہیں میرا ہم سفر ہو گا

تمام عمر اسی آسرے پہ چلتی رہی
کُھلا ہوا مری خاطر کسی کا در ہوگا

یہ دھوپ سائے محبت میں ڈھل ہی جائیں گے
ریاضتوں میں مری بھی کبھی اثر ہو گا

زمانے والے تو فرحتؔ تجھے ڈرائیں گے
کسی کے پیار سے دامن جو تیرا تر ہو گا

ساقیا اب نہ جام خالی دے
میری آنکھوں میں آج لالی دے

میرا کانٹوں سے جسم زخمی ہے
اب تو اک پھول میرے مالی دے

میرے دل کی اُداس دھرتی کو
اب نہ تُو ایسی خشک سالی دے

میری ہستی عجب ہے دل بھی عجیب
مجھ کو چاہت بھی اک نرالی دے

زہر تُو نے دیا ہے برسوں سے
آج امرت کی اک پیالی دے

اس طرح سے نہ آج فرحتؔ کو
تُو اداسی کی رات کالی دے

ماں کی جدائی

تجھ کو لینے کو جو اک روز قضا آئی تھی
میں اسے دیکھ کے اے ماں بڑی گھبرائی تھی

دیر تک تو نے بھی آنکھوں کو کُھلا رکھا تھا
موت نے جانتی ہوں تجھ کو سُلا رکھا تھا

جاتے جاتے تو مجھے کچھ بھی نہ کہہ پائی تھی
جانے کیسے میں جدائی تری سہہ پائی تھی

تری خاموش نگاہوں میں تھا اک درد چھپا
مری دنیا میں قیامت کا تھا اک حشر بپا

وقتِ رخصت تری آنکھوں میں تھا غم کا پہرہ
عمر بھر ساتھ رہا ہے ترا پُرنم چہرہ

تری خوشبو میں کبھی دور نہ کر پائی ہوں
قبر پر آج تری صرف دعا لائی ہوں

مری تنہائی میں کیوں ماں تو مرے ساتھ نہیں
کیا ستم ہے مرے ہاتھوں میں ترا ہاتھ نہیں

کوئی جاتے جاتے رُکا نہیں
یہ ملال دل سے گیا نہیں

بڑی خامشی مری شب میں ہے
مرے دن کا شور تھما نہیں

میں ہوں ایک شاخ جھکی ہوئی
وہ تھا آسمان جھکا نہیں

ہیں طویل درد کے سلسلے
یہ سفر دکھوں کا کٹا نہیں

میرا ہاتھ تھام کے چل ذرا
مجھے راستوں کا پتا نہیں

میری شب بڑی ہی طویل تھی
کوئی دیپ جس میں جلا نہیں

میرے مسکراتے وجود پر
یہ لباس ڈُکھ کا سجا نہیں

جو زبان دل کی سمجھ سکے
کوئی آج تک تو ملا نہیں

مجھے کیسے فرحتِؔ دل ملے
کہ مجھے خوشی کا پتہ نہیں

چھوڑ کر مجھ کو میری جان کدھر جائے گا
کونسے گاؤں میں یا کس کے نگر جائے گا

مانگ لیتی ہوں دعا روز کہ شاید اک دن
تجھ تلک میری عبادت کا اثر جائے گا

تو مسیحا ہے جو کرتا ہے مسیحائی مری
تُو نہ ہو گا تو یہ بیمار تو مر جائے گا

تیرے بیمار کو تیری ہی دوا لازم ہے
تجھ کو ڈھونڈے گا یہ بیمار جدھر جائے گا

دے گیا جان کا نذرانہ وہ جاتے جاتے
میں سمجھتی تھی کہ اک روز مکر جائے گا

میری قسمت میں تو کانٹے ہی لکھے ہیں فرحتؔ
ساتھ میرے انہی کانٹوں کا اثر جائے گا

ترے ساتھ چلنے پہ دل ڈر رہا ہے
تجھے آج ملنے پہ دل ڈر رہا ہے

میں تجھ سے کہیں جو کسی دن ملی تھی
خبر یہ نکلنے پہ دل ڈر رہا ہے

مرے دل کے زخموں کو مرہم نہ دینا
کہ زخموں کے سلنے پہ دل ڈر رہا ہے

کہیں ڈوب جائے نہ چاہت کا سورج
اُسی دن کے ڈھلنے پہ دل ڈر رہا ہے

کسی موڑ پر کھو ہی جائے نہ منزل
کہ رستہ بدلنے پہ دل ڈر رہا ہے

نہ گر جاؤں پھر میں سنبھلتے سنبھلتے
ذرا سا سنبھلنے پہ دل ڈر رہا ہے

بچھڑنا تو قسمت ہے اک روز فرحتؔ
مگر پیار ملنے پہ دل ڈر رہا ہے

کل کی بات

پرانے زخم سہلانے سمندر پر چلی آئی
پرانے غم کو بہلانے سمندر پر چلی آئی

صبا کے ساتھ بہہ جائیں گے سارے درد سوچا تھا
دکھوں کی آج چھٹ جائے گی ساری گرد سوچا تھا

یہ سوچا تھا نیا رستہ نئی اک رہ گزر ہو گی
مسرت کی ذرا سی دھول ہی زادِ سفر ہو گی

سمندر سے ملیں گے سیپ چاہت کے یہ سوچا تھا
کھلیں گے پھول شاید اپنی راحت کے یہ سوچا تھا

یہ سوچا تھا کہ اپنی پیاس بجھ جائے گی پانی سے
سفر کر جائیں گے اک روز ہم دنیائے فانی سے

اداسی کا مگر فرحتؔ یہ سایہ ساتھ ہے اب تک
میں پیاسی ہوں ابھی تک اور صحرا ساتھ ہے اب تک

کس کا خیال ساتھ تھا کس کے اثر میں تھی
پچھلی تمام رات میں لمبے سفر میں تھی

کیوں اجنبی خیال رہا رات میرے ساتھ
اور میں تمام رات خیالِ سحر میں تھی

تاریک رات بول رہی تھی میں چپ رہی
کیسا یہ دل میں شور تھا میں کیسے گھر میں تھی

دامن بچا کے تھک گئی اس کے خیال سے
پھر بھی میں بار بار اُسی کے نگر میں تھی

اک چہرہ آ کے مجھ کو ستاتا تھا رات بھر
تعبیر خواب تھی جو مری چشمِ تر میں تھی

خوشیوں کا اک ہجوم تھا جو چار سو مرے
سرشار رات بھر رہی سپنوں کے گھر میں تھی

فرحتؔ عجیب سی وہ مسافت تھی خواب کی
جانے میں کس دیار میں کس رہگزر میں تھی

سلسلہ محبت کا استوار رہنے دو
میرے دل کی دنیا کو خوشگوار رہنے دو

کچھ کہو کبھی آخر لوٹ کر تو آؤ گے
مجھ کو اپنی چاہت کا انتظار رہنے دو

چاہتوں کی خوشبو سے مجھ کو آج مہکا دو
میرے گھر کو بھی یونہی مشکبار رہنے دو

دل کی دھند چھٹ جائے کھل کے مجھ کو رونے دو
آج میری آنکھوں کو اشکبار رہنے دو

یادگار ہو جائیں زندگی کی کچھ گھڑیاں
چار دن محبت کی یہ بہار رہنے دو

روٹھ کر نہ جاؤ تم اس طرح تو فرحتؔ سے
تلخیاں بھلا دو اب کچھ تو پیار رہنے دو

شام ہونے کو ہے اک دیپ جلا لوں میں بھی
اپنی آنکھوں میں نیا خواب سجا لوں میں بھی

عمر اپنی تو کٹی دھوپ میں جلتے جلتے
کسی دیوار کو اب سایہ بنا لوں میں بھی

موسمِ گل ہے بہاروں کا سماں ہے ہر سو
انہی پھولوں سے قبا ایک بنا لوں میں بھی

اپنی چاہت کی نشانی کوئی مجھ کو دے دو
پچھلے زخموں کے سبھی داغ مٹا لوں میں بھی

یاد کے ہار کو گردن میں سجا کر فرحتؔ
تیری چاہت کو گلے آج لگا لوں میں بھی

مرے شاعر

ابھی ٹھہرو ذرا شاعر
ابھی مت داستاں لکھو
کہ میری زندگانی کا
یہ قصہ نامکمل ہے
ابھی کچھ دور منزل ہے
ابھی سوچوں میں ہلچل ہے
مرے شاعر ذرا ٹھہرو
بھرو کچھ رنگ لفظوں سے
پلاؤ جام آنکھوں سے

مٹے اس دل کی ویرانی
ذرا کم ہو پریشانی
کرو مسرور باتوں سے
شفا ہو کچھ تو لفظوں سے
کہ میرے زخم ہیں گہرے
یہ دل کا درد کچھ ٹھہرے
لگیں نہ سوچ پر پہرے
کہانی تب مکمل ہو
ابھی ٹھہرو ذرا شاعر
ابھی مت داستاں لکھو

خط کبھی تم نے بھی لکھ لکھ کے جلائے ہوں گے
کچھ ستم تم پہ بھی چاہت نے تو ڈھائے ہوں گے

پیار کی راہ میں خوشیاں تو ملی ہوں گی مگر
غم کے پتھر بھی کہیں راہ میں آئے ہوں گے

پانیوں پر کوئی تحریر تو لکھی ہو گی
ریت کے تم نے گھروندے بھی بنائے ہوں گے

کوئی پہلو میں نیا درد جو جاگا ہو گا
شبِ فرقت کے نئے گیت بھی گائے ہوں گے

رات آنکھوں میں کبھی تم نے بھی کاٹی ہو گی
اشک آنکھوں میں بھی بِن بات تو آئے ہوں گے

زخم کانٹوں سے لگے ہوں گے کئی ہاتھوں میں
جب شجر تم نے محبت کے لگائے ہوں گے

زہر الفت کا کبھی تم نے بھی چکھا ہو گا
فرحتِ دل کے بھی پیغام تو آئے ہوں گے

میری ریاضتوں کا صلہ دیجیے مجھے
تھوڑی سی اپنے دل میں جگہ دیجیے مجھے

ٹھکرا کے یوں نہ میری محبت کو جایئے
چاہت کی اس طرح نہ سزا دیجیے مجھے

بیمار ہو گئی ہوں مسیحائی کیجیے
میں ہوں مریضِ عشق دوا دیجیے مجھے

اس قیدِ بے بسی سے مجھے اب رہا کریں
گھٹنے لگی ہے سانس ہوا دیجیے مجھے

فرحتؔ خدا گواہ بہت ہی اداس ہے
کوئی خوشی کا گیت سنا دیجیے مجھے

ماں

چھوڑا ہے جب سے شہر ترا اور مکان، ماں
لکھتی رہی ہوں درد کی اک داستان، ماں

روٹھی ہے تیری چھاؤں تو روٹھی ہے ہر خوشی
سر پر مرے نہیں ہے کوئی سائبان، ماں

میرے وجود میں ہیں جو کانٹے اُگے ہوئے
بوتا رہا ہے خار سدا باغبان، ماں

کانٹے چبھے ہیں پاؤں میں اور تھک گئی ہوں میں
منزل کا پھر بھی کوئی نہیں ہے نشان، ماں

تجھ سے بچھڑ کے پھر مجھے فرحتؔ نہیں ملی
خوشیوں سے گو کہ پُر ہے یہ سارا جہان، ماں

پہلی بار ملا تھا کوئی
دل کا زخم سلا تھا کوئی

میرے دکھ کے اندھیاروں میں
سُکھ کا دیپ جلا تھا کوئی

ہاتھ کسی نے تھام لیا تھا
میرے ساتھ چلا تھا کوئی

ایک پرائے دیس میں آ کر
اپنا ایک ملا تھا کوئی

فرحتؔ کے آنگن میں اک دن
پیار کا پھول کھلا تھا کوئی

انیسہ ناصر کے نام

(سن رائز ریڈیو کی میزبان)

مہرباں تو نے مجھے ایسی پذیرائی دی
میرے لفظوں کو سراہا انہیں شنوائی دی

تیری باتوں نے عجب طرح سکوں مجھ کو دیا
درد میں تُو نے مجھے آس کی شہنائی دی

ایک امید دلائی کہ اُجالا ہو گا
زخم زخم آنکھ تھی میری اسے بینائی دی

رائیگاں جاتے مرے گرد کی مانند حروف
جھوٹ کے شہر میں تو نے مجھے سچائی دی

لفظ خاموش ہی رہتے نہ زباں پر آتے
حوصلہ دے کے ہر اک لفظ کو گویائی دی

شکریہ دوست کہ منزل مری آساں کر دی
اپنی محفل میں بُلا کر جو پذیرائی دی

چھوڑ کر بزم کو اب جاؤں تو جاؤں کیسے
تو نے کچھ ایسی محبت مرے سودائی دی

اُس کی بخشش سے ہنر مجھ کو ملا ہے فرحتؔ
میرے الفاظ کو اللہ نے دانائی دی

حاکمِ وقت کو احساس دلایا جائے
خوف ہر دل سے کسی طور مٹایا جائے

گود ماؤں کی نہ اس طرح اجاڑو لوگو!
موت کی نیند نہ بچوں کو سلایا جائے

موت کے نام کی تحریر نہ لکھے کوئی
خون اب اور نہ گلیوں میں بہایا جائے

مانگ دولھن کی لہو سے نہ سجائے کوئی
کسی دولھے کو نہ زخموں سے سجایا جائے

امن کی جنگ میں اب گھر نہ جلائے جائیں
نوجوانوں کو بھی ایندھن نہ بنایا جائے

سر پہ مزدور کی بیٹی کے یہ چھت رہنے دو
اب غریبوں کے مکانوں کو نہ ڈھایا جائے

کسی عزت کو نہ بازار میں روندے کوئی
اب یہ ذلت کا تماشا نہ دکھایا جائے

دکھ کو دنیا سے کسی طرح مٹا دو فرحتؔ
پیاری دھرتی کو جہنم نہ بنایا جائے

آنچل

تونے تحفے میں دیا مجھ کو یہ پیارا آنچل
تیری چاہت کا ملا ایک سہارا آنچل

کسی بازار سے آنچل جو خریدا ہوگا
تو نے صورت کو مری ذہن میں رکھا ہوگا
پیار سے تو نے ہر اک رنگ کو پرکھا ہوگا

میری قسمت کا بنا تب یہ ستارا آنچل
تیری چاہت کا ملا مجھ کو سہارا آنچل

کتنے ارمان سے تو نے یہ رنگایا آنچل
اپنے جذبات کی خوشبو میں بسایا آنچل
تب محبت سے میرے سر پہ سجایا آنچل

دل میں اترا ہے مرے بن کے ستارا آنچل
تیری چاہت کا ملا مجھ کو سہارا آنچل

اوڑھ کر اس کو مرے دل میں ہوئی ہے ہلچل
میرے لہجے میں بسا اس کا مہکتا صندل
چومتا ہے مری زلفوں کو یہ چنچل چنچل

پیار کے رنگ سے رنگیں ہے یہ سارا آنچل
تیری چاہت کا ملا مجھ کو سہارا آنچل

مرے خوابوں میں کیسی سوچ کی بارات رہتی ہے
عجب سی رات بھر اک صورتِ حالات رہتی ہے

گھروندہ پیار کا ہر شب بناتی اور ڈھاتی ہوں
کہانی میں محبت کی ہمیشہ بات رہتی ہے

یہ تنہائی کی راتیں مجھ کو ہر لمحہ رُلاتی ہیں
مری آنکھوں میں بس اشکوں کی اک برسات رہتی ہے

اداسی کا دھواں رہتا ہے ساری رات سینے میں
یہ مانا دل میں انساں کے خدا کی ذات رہتی ہے

سحر تک جاگ کر فرحتؔ کے کتنے خواب بُنتی ہوں
کہ آنکھوں میں گذرتی میری ساری رات رہتی ہے

کچھ اس طرح سے محبت کا اہتمام کرو
بہار آئے تو ہر پھول کو سلام کرو

کوئی سرور کے لمحات گر میسر ہوں
تو میرے نام کسی دن خوشی کا جام کرو

بھری بہار کی ہر شام مجھ کو ڈستی ہے
مرے صنم مجھے ملنے کا اہتمام کرو

میں گھر کے پاس ہوں پر مجھ کو گھر نہیں ملتا
شرابِ ہجر کو میرے لیے نہ عام کرو

نہ تلخ بول ہی بولو نہ دکھ دو فرحتؔ کو
مٹھاس لہجے میں رکھو اگر کلام کرو

شام سے پہلے

اک دیپ جلا جاؤ مری شام سے پہلے
تم لوٹ کے آ جاؤ کبھی شام سے پہلے

دامن مری امید کا اب چھوٹ رہا ہے
اک سانس کا رشتہ ہے جو اَب ٹوٹ رہا ہے
ساون مری خوشیوں کا بھی اب روٹھ رہا ہے

تم شکل دکھا جاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آ جاؤ مری شام سے پہلے

الجھن نے مرے دل میں یہ کیا جال بُنا ہے
میں نے تو صدا درد کا سنگیت سنا ہے
اس دل نے محبت کیلئے تم کو چُنا ہے

اک گیت سُنا جاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آ جاؤ مری شام سے پہلے

افسانے میں الفت کی کوئی بات نہیں ہے
اس دل میں محبت کی وہ برسات نہیں ہے
کیوں شب کو ستاروں کی وہ بارات نہیں ہے

دل دل سے ملا جاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آ جاؤ مری شام سے پہلے

تھمتا ہی نہیں مجھ سے یہ طوفان کا دھارا
گردش میں پھنسا ہے مری قسمت کا ستارا
تم تھام لو گر ہاتھ تو مل جائے کنارا

اب مجھ میں سما جاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آجاؤ مری شام سے پہلے

دکھ درد سے مل جائے مجھے آج رہائی
زخموں سے ملے آج مجھے بھی تو جدائی
چاہت سے تمہاری مجھے مل جائے خدائی

تقدیر سجا جاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آجاؤ مری شام سے پہلے

لکھ ڈالو مرے ہاتھ میں فرحتؔ کوئی تدبیر
انصاف بھی مانگا ہے ہلائی بھی ہے زنجیر
مجھ سے تو نہیں بنتی یہ بگڑی ہوئی تقدیر

تاثیر کوئی لاؤ کبھی شام سے پہلے
تم لوٹ کے آجاؤ مری شام سے پہلے

تو مسرت کی مرے دل کو صدا تو دیتا
اک دیا اپنی محبت کا جلا تو دیتا

تو نے اے دوست مری کیسی مسیحائی کی
میری بیماری کی تُو کوئی دوا تو دیتا

چھوڑ کر یوں تو نہ جاتا کہ بکھر جاتی میں
مجھ کو جینے کی مرے دوست دعا تو دیتا

دل سے چاہت کی یہ تحریر مٹانی تھی اگر
میرے ہاتھوں کی لکیریں بھی مٹا تو دیتا

میں نہ پوجوں کبھی الفت کے صنم کو ہرگز
تو پرستش کے لیے کوئی خدا تو دیتا

دل میں رکھتا نہ کوئی بات نہ تو چپ رہتا
آج دیوار تکلف کی گرا تو دیتا

میری ویران سی گلیوں میں جو تو آ جاتا
تیرے قدموں کا نشاں کوئی صدا تو دیتا

تو میرے واسطے گر پھول کوئی لا نہ سکا
کوئی کانٹا میرے رستے کا ہٹا تو دیتا

اپنے خوابوں کے محلات میں رہتی کیسے
دل کی مسند پہ مجھے کوئی بٹھا تو دیتا

سانس کی ڈور مری ٹوٹ رہی ہے فرحتؔ
تو محبت کا مسیحا ہے، دوا تو دیتا

دل تیری محبت سے نکلنے نہیں دیتا
یہ درد کا موسم بھی سنبھلتے نہیں دیتا

کیسا ہے مرے پیار میں یہ ہجر کا موسم
چاہت جو مری روح میں پلنے نہیں دیتا

سوچا تھا مری راہ میں کچھ پھول کھلیں گے
کانٹوں بھرا رستہ مجھے چلنے نہیں دیتا

اب ہجر کے دریا سے نکلنے کی ہے خواہش
طوفان مجھے راہ بدلنے نہیں دیتا

فرحتؔ تری اب تیز ہواؤں میں گھری ہے
جو دل میں دیا ہے کوئی جلنے نہیں دیتا

ایسے بچھڑا ہے کہ امکاں نہیں ملنے والا
وہ جو اک شخص مرے ساتھ تھا چلنے والا

آخری اس کی نظر ایسی تھی جاتے جاتے
میرے پہلو سے مرا دل تھا نکلنے والا

اب میں تنہائی کے لمحوں میں کھڑی سوچتی ہوں
وہ جو میرا تھا مجھے اب نہیں ملنے والا

یہ لہو اس کے بھی دامن کو بھگو سکتا ہے
یہی آسیب اسے بھی ہے نگلنے والا

ایک چنگاری جو اس دل میں دبی رہتی ہے
اب اسی آگ سے اک شہر ہے جلنے والا

تو نشے میں ہے تجھے کیسے خبر ہو اے دوست
آستیں میں تری اک سانپ ہے پلنے والا

دن بدل جائے گا اور وقت بدل جائے گا
رات کے بعد نیا دن ہے نکلنے والا

میری تقدیر بدل جانے پہ حیراں ہے تو
اب مقدر پہ تیرا بس نہیں چلنے والا

گر وہ تیرا ہے تو لوٹ آئے گا اک دن فرحتؔ
غم کا سورج بھی ہے کچھ روز میں ڈھلنے والا

آنکھ سجدوں میں اشکبار رکھو
ساری دنیا کا دل میں پیار رکھو

وہ جو سنتا ہے ہر دُکھی دل کی
اس کی رحمت پہ اعتبار رکھو

ماجرا دل کا اُس سے کہنے کو
ساتھ اک دوست غمگسار رکھو

دھول یہ غم کی چھٹ ہی جائے گی
دل میں اس کا نہ کچھ غبار رکھو

سر جھکا کر چلو سدا فرحتؔ
پر نظر آسماں کے پار رکھو

شہید بھائی کے لیے دو شعر

کیسا وہ حادثہ تھا جو ہم پر گزر گیا
تُو ہم کو رنج دے کے نجانے کدھر گیا

دیتا رہا تھا سب کو نئی صبح کی نوید
تُو جاتے جاتے بھائی بڑا کام کر گیا

خواہش

ہیں سبھی کٹھن مرے راستے
وہ ہو ہم سفر مرے واسطے

مجھے رات دن جو ملا کرے
کبھی مجھ سے وہ نہ گلہ کرے

کڑی دھوپ میں وہ شجر بنے
مری رات میں وہ سحر بنے

مرے دکھ میں سُکھ میں رفیق ہو
وہ ہو نیک دل ، وہ شفیق ہو

کوئی مجھ کو فرحتِ دل ملے
میرا زخم کوئی تو اب سلے

لوٹ آئے کوئی بچھڑا ہوا گھر شام کے بعد
دل کا سنسان سا رہتا ہے نگر شام کے بعد

بند دروازوں کو حسرت سے میں دیکھ آئی ہوں
نہ کھلا کوئی مرے واسطے در شام کے بعد

تو جو نکلا ہے میرے چاند اجالا لے کر
میرے گلشن سے بھی اک روز گزر شام کے بعد

ہم سفر ساتھ نہیں اور یہ تنہائی ہے
کیسے گزرے گا یہ دشوار سفر شام کے بعد

راہ فرحتؔ نے ہے دیکھی تری اک مدت سے
اک ملاقات کی تدبیر بھی کر شام کے بعد

یہ سفر کٹے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی
کوئی در کھلے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی

یہ سماج کے تقاضے یہ معاشرے کی بندش
مرا دل لگے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی

مرا آشیاں ہے جس پر وہ ہے اک نحیف پودا
وہ شجر بنے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی

جسے گھر سمجھ کے شاید گھڑی بھر ٹھہر گئی تھی
وہاں دل لگے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی

مرے دل پہ درد و غم کا جو بنا ہے نقش فرحتؔ
وہ بھلا مٹے گا کیسے جو نہ ساتھ ہو گے تم ہی

پرانے زخم بھر جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ
دعائیں کام کر جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ

کسی کے پیار میں مرنا ہمیشہ سے روایت ہے
خوشی سے ہم بھی مر جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ

کسی دن تم ہمیں اپنی محبت کا سہارا دو
قسم سے ہم نکھر جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ

ترے لہجے کی خوشبو سے جو ہم مسحور ہو جائیں
بہت ہی شاد گھر جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ

کسی دن اپنے ہاتھوں سے پلا دو جام فرحتؔ کو
مرے بھی دن سنور جائیں اگر تم ملنے آ جاؤ

میرے شہید

اپنے پیارے بھائی ڈاکٹر شمس الحق طیب (شہید) کے نام

اُسے نہ مُردہ کہو جو شہید ہوتا ہے
وہی زمیں پہ نئے حق کے بیج بوتا ہے

اُسے فرشتوں کا رتبہ دلایا جاتا ہے
پھر اس پہ فخر کا سہرا سجایا جاتا ہے

زمیں پہ نور کی چادر بچھائی جاتی ہے
فلک کے تاروں سے محفل سجائی جاتی ہے

شہید ہو کے جو گردن کٹا کے جاتا ہے
وہ اپنے خون کے موتی لٹا کے جاتا ہے

جسے شہید کا رتبہ نصیب ہوتا ہے
مجھے یقیں ہے خدا کا حبیب ہوتا ہے

تقدیر بنانے میں بڑی دیر لگی ہے
اک پیار کو پانے میں بڑی دیر لگی ہے

لمبی تھی کہانی مرے دشوار سفر کی
یہ بات بتانے میں بڑی دیر لگی ہے

لگتا ہے کہ شام آج بڑی دیر سے آئی
محبوب کو آنے میں بڑی دیر لگی ہے

لکھا تھا کسی نے جو تیرا نام مرے ساتھ
وہ نام مٹانے میں بڑی دیر لگی ہے

تھوڑا سا تکلف تھا جو تھا راہ میں حائل
اس کو بھی ہٹانے میں بڑی دیر لگی ہے

لگتا تھا وہ اپنا ہے اسے پیار ہے ہم سے
یہ وہم بھلانے میں بڑی دیر لگی ہے

مل جائے گی تعبیر کبھی خواب کی فرحتؔ
یہ دل کو بتانے میں بڑی دیر لگی ہے

خون کی بارش

نہ مارو ان بموں سے ہم کو دہشت گرد سودائی
خدارا مت کرو دنیا میں اب مذہب کی رسوائی

مرے شہروں کی سڑکوں پر نہ ہو اب خون کی بارش
کسی کا گھر جلانے کی خدارا مت کرو سازش

کسی کے خون سے کوئی نہ پھر تم داستاں لکھو
ذرا انسان بن جاؤ نہ بازاروں میں بم رکھو

نہ ڈھاؤ مسجدوں کو ان میں تو آرام رہنے دو
یہاں پر خلق بستی ہے خدا کا نام رہنے دو

تم افشاں کی جگہ خوں سے کسی کی مانگ مت بھرنا
وطن بدنام ہو دنیا میں ایسا کام مت کرنا

مری مٹی پہ پائل کی کوئی جھنکار رہنے دو
کہ میرے شہر میں بھی کچھ سجے بازار رہنے دو

ستم کی داستاں لکھوں تو فرحتؔ کانپ جاتی ہوں
زباں سے میں بیاں کرتے ہوئے بھی ہانپ جاتی ہوں

پتہ نہ تھا کہ محبت میں خار بھی ہوں گے
ملن کے ساتھ بڑے انتظار بھی ہوں گے

وصال لمحوں میں لذت ذرا ملے گی اگر
بچھڑتے وقت کے لمحات بار بھی ہوں گے

کبھی ملے گی زباں دل کی ان نگاہوں کو
نظر کے تیر مگر دل کے پار بھی ہوں گے

ملیں گے جام جو فرحتؔ کو تیرے ہاتھوں سے
شرابِ عشق میں کچھ تو خمار بھی ہوں گے

ترس رہی ہیں جو آنکھیں کسی خوشی کے لیے
سجے اُس آنکھ میں سپنے ہزار بھی ہوں گے

گزر ہی جائے گا فرحتؔ یہ پیاس کا موسم
خزاں کے بعد تو موسم بہار بھی ہوں گے

اداسیوں میں گھرا تھا شباب کا موسم
ورق ورق میں تھا بکھرا کتاب کا موسم

بہار آئی ہے دل میں نہ کوئی پھول کھلا
تمام عمر نہ دیکھا گلاب کا موسم

میں گرم ریت پہ چلتی رہی تھی دور تلک
نگاہ میں تھا فقط اک سراب کا موسم

مزاج آپ کا بھی موسموں کی صورت تھا
بدلتا رہتا تھا ہر دم جناب کا موسم

سفر میں ساتھ مرے زادِ راہ تھا فرحتؔ
بدن سے لپٹا ہوا تھا عتاب کا موسم

مری سوچوں میں پچھلی رات کیسا وہ تلاطم تھا
کہ یادوں سے جڑا میرا وہ کیسا غم کا موسم تھا

مجھے شب بھر رلایا تھا جو تم نے خواب میں آ کر
اسی باعث مرے اشکوں سے تکیہ بھی مرا نم تھا

مرے اندر اندھیروں کا بھی ڈیرہ کم نہ تھا کوئی
دیا جلتا رہا پھر بھی اُجالا رات کم کم تھا

کسی مانوس سی خوشبو سے میرا جسم تھا بھیگا
پھر اس خوشبو سے مت پوچھو کہ کیسا دل کا عالم تھا

خوشی کا کوئی بھی موسم نہ راس آیا مجھے فرحتؔ
مرا دل تو ہمیشہ سے خوشی اور غم کا سنگم تھا

ہو جائے مزہ میری محبت کا دوبالا
پہناؤ مجھے آ کے جو تم پیار کی مالا

مدت سے ترستی ہوں میں دیدار کی خاطر
چاہت کو بھی الفاظ میں تم نے نہیں ڈھالا

میں راہِ محبت میں وفا بن کے چلی ہوں
اک زخم میں ڈھلنے لگا ہر پاؤں کا چھالا

شیریں ترا لہجہ ہے تو شیریں ترے الفاظ
اس دل کو پلا دے کوئی امرت بھرا پیالہ

اک عمر ہوئی جب سے مرے دل میں مکیں ہے
مت پوچھ کہ کس طرح ترا پیار سنبھالا

کیوں تجھ کو سدا فکر زمانے کی رہی ہے
فرحتؔ نے ترا پیار بڑے چاؤ سے پالا

نیا سال

سال نیا آیا ہے مجھ کو کوئی نیا پیغام لکھو
کاغذ پر جذبات سجا کر اک خط میرے نام لکھو

چاہت کے پھولوں سے بنا کر تحفہ کوئی تم بھیجو
جلدی سے اس نئے برس کا مجھ کو ایک سلام لکھو

میری بجھتی ہستی میں اک پیار کا دیپ جلا جاؤ
میری دنیا روشن کر دے ایسا ایک پیام لکھو

ساقی اپنے مے خواروں میں میرا نام بھی لکھ لینا
اب کے برس بھی محفل میں تم میرے لیے اک جام لکھو

میرے دلبر نئے برس میں میرے لیے یہ کام کرو
دل میں تمہارے پیار ہے جتنا وہ سب میرے نام لکھو

خواب نئے دکھلا کر میرے دل کو کوئی فرحتؔ دو
میرے نام تم اپنے سارے جنم جنم کی شام لکھو

کوئی تو میری راہ میں منظر ہو سہانا
دیکھوں میں کہاں تک وہی اک خواب پرانا

سپنوں کے رہے ہیں مرے بے رنگ سے موسم
پلکوں پہ مری آج نیا خواب سجانا

سیراب زمیں دل کی ہے آنکھوں کی نمی سے
تم باغِ محبت میں کوئی پھول اُگانا

مشکل ہے بہت راہ مرا ہاتھ پکڑ لو
اب زیست کا ہر لمحہ مرے ساتھ نبھانا

میرے تو قدم ریت پہ جمنے نہیں پاتے
اب تم ہی مری راہ سے یہ ریت ہٹانا

فرحتؔ مجھے دے جاؤ مجھے راہ دکھاؤ
بن جاؤ مرے مجھ کو بھی تم اپنا بنانا

اے دوست خوشی کا کوئی سامان کرو آج
پھر ایک ملاقات کا امکان کرو آج

جھوٹا ہی سہی کوئی نیا خواب دکھاؤ
یوں مجھ سے کوئی وعدہ و پیمان کرو آج

مدت سے مرے دل میں نہیں یاد تمہاری
تم خود کو ذرا دیر تو مہمان کرو آج

وعدہ جو کیا تھا کبھی اس کو تو نبھاؤ
لِلّٰہ مرا راستہ آسان کرو آج

اس دردِ جدائی سے تو مر جائیگی فرحتؔ
اس کے لیے کچھ جینے کا سامان کرو آج

خوشیوں کا مرے دل سے کوئی رابطہ نہیں
اک غم ہے جس سے ساتھ مرا چھوٹتا نہیں

میری شبِ سیاہ میں کوئی دیا نہیں
کہ چاند بادلوں سے ابھی جھانکتا نہیں

پودا کسی کے پیار کا پھل پھول دے گیا
ایسا شجر لگا ہے جو اب سوکھتا نہیں

اک بے وفا کا ساتھ تھا جو اب نہیں رہا
جو روز روٹھتا تھا وہ اب روٹھتا نہیں

یادوں کا اک چراغ سا جلتا ہے رات دن
سورج کسی کی یاد کا اب ڈوبتا نہیں

مجھ کو جو چاہتا تھا وہ اب اجنبی ہوا
میری طرف وہ پیار سے اب دیکھتا نہیں

میں اک طویل رات کے لمبے سفر میں ہوں
کیونکر سفر میں ساتھ کوئی قافلہ نہیں

دل میں یہ اک ملال سا فرحتؔ رہے گا اب
میں جس کو چاہتی ہوں مجھے چاہتا نہیں

پردیس

پردیس میں اے ماں مجھے رخصت جو نہ کرتی
اس طرح سے گھٹ گھٹ کے میں ہر روز نہ مرتی

آنسو مری آنکھوں میں بھی بِن بات نہ آتے
بادل بھی مصیبت کے کبھی مجھ پہ نہ چھاتے

مجھ کو کوئی ہر روز نہ یوں زہر پلاتا
بستر پہ نہ کانٹوں کے مجھے روز سلاتا

تپتے ہوئے صحرا میں نہ اس طرح بھٹکتی
انگاروں پہ مجبوری میں ایسے تو نہ چلتی

ماں دے دے مجھے آ کے وہی خواب پرانے
لوٹا دے مرے پیار کے وہ باب پرانے

تو اپنے ہی ہاتھوں سے مجھے آ کے دوا دے
پہلے کی طرح پھر سے مجھے کوئی دعا دے

میں سمجھتی تھی کہ ہو جائے گی آساں منزل
تو ملے گا تو بہل جائے گا میرا بھی دل

تو میری ذات کو اک ایسا بھروسہ دے گا
تیری چاہت پہ مجھے ہو گا یقینِ کامل

تو کبھی لکھے گا جب کوئی غزل میرے لیے
تیرے لفظوں میں مرا پیار بھی ہو گا شامل

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں مجھے ڈھونڈے گا
تو جو دیکھے گا فلک پر کوئی تارا جھلمل

مجھ کو مل جائے گی تعبیر مرے سپنوں کی
مجھ کو ہو جائے گی جس دن تیری چاہت حاصل

تو نہیں آیا نہ خط تیرا مرے نام آیا
میں وہ کشتی ہوں بہت دور ہے جس کا ساحل

کس قدر شاق ہے مجھ پر یہ جدائی تیری
بے رُخی سے تیری فرحتؔ بھی ہوئی ہے بے دل

بینظیر شہید کے نام

پھر ہوا کوئی دھماکہ پھر ہے کوئی بم پھٹا
پھر گرا ہے کوئی لاشہ پھر کسی کا سر کٹا

جس نے دل دہلا دیا وہ واقعہ پھر ہو گیا
میرے مولا ایک ایسا حادثہ پھر ہو گیا

امن کی تھی فاختہ جو تھی محبت کی سفیر
آج ملت کے لیے قرباں ہوئی وہ بے نظیر

کس نے میری سرزمیں پر آج برسائی ہے آگ
درد و غم رنج والم کا بج رہا ہے کوئی راگ

کس لیے دھرتی پہ انساں نفرتیں بونے لگا
ہر گھڑی میری زمیں پر قتل اک ہونے لگا

نوجوانوں کا لہو سڑکوں پہ پھیلا کس لیے
زد میں طوفانوں کی یہ جنت کا ٹکڑا کس لیے

موت کی وادی میں کیوں اپنا مکاں سونے لگا
یہ زمیں رونے لگی اور آسماں رونے لگا

کاش کوئی معجزہ ہو ملتِ بیدار پر
رحم ہو جائے ترا ہر مفلس و نادار پر

کاش فرحتؔ دور ہو اب موت کے امکان سے
اک کنارہ چاہیے اس آگ کے طوفاں سے

جس دل میں کسی پیار کی تصویر نہیں ہے
اُس دل کے ورق پر کوئی تحریر نہیں ہے

کانٹوں کی زمیں پر ہی مرے پاؤں جمے ہیں
پھولوں کی مرے پاؤں میں زنجیر نہیں ہے

یہ اشک چھپانے کا جواز اب نہیں کوئی
اشکوں سے مرے کوئی بھی دلگیر نہیں ہے

سندیسہ نہ خط کوئی نہ دلدار کا تحفہ
ملنے کی بھی اُس سے کوئی تدبیر نہیں ہے

ملتا ہے تو کیوں مل کے بچھڑ جاتا ہے مجھ سے
ایسی تو مرے خواب کی تعبیر نہیں ہے

اپنا کوئی ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں فرحتؔ
یہ شہر کسی پیار کی جاگیر نہیں ہے

بدلتی شام کے سائے

بدلتی شام کے سائے
عجب ہی رنگ میں آئے
کبھی شب کی سیاہی ہے
اندھیرا ہے کبھی ہر سو
کبھی اک روشنی سی ہے
اندھیرے اور اجالے سے
میری یہ دوستی سی ہے
اداسی ہے کبھی دل میں
کبھی دل میں خوشی سی ہے

لباسِ نور پہناتی ہے
آ کر چاندنی مجھ کو
کبھی وہ کہکشاں بن کر
مجھے افشاں لگاتی ہے
کبھی بندیا لگاتی ہے
فلک سے چاندنی آ کر
ستارے رات کے آ کر
مقدر یہ سجاتے ہیں
مری قسمت بناتے ہیں
کوئی سا یہ محبت کا
مجھے آرام دیتا ہے
کبھی یہ صبح کا تارا
نئے پیغام دیتا ہے
مجھے آ کر بتاتا ہے
کہ یہ شب ڈھل ہی جائے گی
گھڑی یہ ٹل ہی جائے گی

مگر پھر بھی نجانے کیوں
مری یہ آنکھ اشکوں سے
جو بھر جاتی ہے پل بھر میں
ندی میں چاندنی آ کر
اتر جاتی ہے پل بھر میں
خوشی کی رات آتی ہے
گذر جاتی ہے پل بھر میں
مری ہستی نجانے کیوں
بکھر جاتی ہے پل بھر میں

بدلتی شام کے سائے
عجب ہی رنگ میں آئے



مرتبہ بڑھانا تھا اس کا ساری خلقت میں
اپنی اک صفت رکھ دی تب خدا نے عورت میں
(ناظر)

محترمہ فرزانہ فرحت کو آپ سے ملواتے ہوئے یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ ایک غیر معمولی شخصیت کی مالک ہیں۔ سینے میں ایک بے انتہا حساس اور نازک دل رکھتی ہیں۔ کسرِ نفسی اور منکسر مزاجی ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ بی اے، بی ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ کالج کی تعلیم کے زمانے میں کبھی کبھی غزل لکھ کر کالج کے مشاعروں میں شرکت بھی کی۔ شادی کے بعد لندن آ گئیں۔ گھریلو زندگی کے جھمیلوں میں بھی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ان کو مختلف کالجوں کی سیر کراتا رہا۔ زندگی کے خار زار سے گزرتے ہوئے ان کی جمالیاتی حس نے بیوٹی تھراپی کا شوق پیدا کیا تو اس شعبے میں باقاعدہ تعلیم حاصل کر کے اسی سے منسلک ہو گئیں۔

عمر کے مختلف ادوار کے دوران موصوفہ پر اتنا پتھراؤ ہوا کہ ان کی ذات ٹوٹ پھوٹ کر بکھرتی گئی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ خاندان میں ایک دل دہلا دینے والا حادثہ ہو گیا جس نے ان کی زندگی کا رخ موڑ دیا اور وہ ہمیشہ کیلئے غم واندوہ کی تاریک وادی میں بس کر رہ گئیں۔ صبر وشکیبائی کا دور دور تک پتہ نہ تھا۔ سینے کے اندر ایک طلاطم برپا تھا۔ ایک لمحے کو چین نصیب نہ تھا۔ اپنی ذات کے اندر آتش فشاں نے ایک صبح ان کے ہاتھ میں قلم دے دیا اور اس طرح ایک نظم صفحۂ قرطاس پر نمایاں ہوئی جو عمومی فنی سقم سے پاک تھی۔ ایک پڑھی لکھی عزیزہ کو سنائی تو اس نے محوِ حیرت ہو کر حوصلہ افزائی کی۔ دوسری خواتین نے بھی سن کر تعریف کی۔ اس طرح ان کے اندر خوابیدہ شاعرہ نے آنکھیں کھولیں اور اٹھتے بیٹھتے بوند بوند کر کے ذہن سے اشعار ٹپکنے لگے جو "بدلتی شام کے سائے" کی صورت تشکیل پا کر پیشِ خدمت ہیں۔

میری دعا ہے کہ لندن کی ہوائیں دور دور تک محترمہ فرزانہ فرحت کی شاعری کی خوشبو سے فضا کو مشکبار کرتی رہیں۔ آمین!

ناظر فاروقی

لندن۔ نومبر ۲۰۰۹ء

www.urdusukhan.com

Badalti Shaam Kay Saey

A poetry book by FARZANA FARHAT

Retail Price

PKRs.300.00

urdusukhan@hotmail.com
nasirmalik.01@gmail.com
https://twitter.com/urdusukhan
https://www.facebook.com/urdusukhancom-136555273083951/